سیاسی مسلمانوں میں شیروں کی کمیابی صحیح نایابی نہیں

نثاراحمد تمبولی MWO Dhule

9699604877

ملک ہند کی عوام اچھی طرح جانتی ہیکہ وقت موقع سے ایک نام نہاد مسلم رہنما نمودار ہوتا ہے، وہ مسلمانوں پر ہونے والی ناانصافیوں،ظلم وستم، حساس مسائل، ان کا استحصال اور حقوق سے انہیں محرومیت، مقامی، علاقائی، ریاستی، مرکزی مسائل کی دُہائی، جلسہ یا الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا میں اپنے آپ کو مسلمانوں کا مسیحا ثابت کرنے کی انتھک کوشش کرتا ہے نتیجتاً جذباتی، حساس اور معصوم مسلم طبقہ فطرتاً اسے اپنا رہنما تسلیم کر ہی لیتا ہے۔ پھر کیا؟ اسے سرسید احمد خاں، مولانا آزاد اور ملک ہند کے عظیم ترین رہنماؤں کے مساوی گردانا جاتا ہے۔ اتنا ہی نہیں اس کیلئے آگے بڑھو اور زندہ باد، زندہ باد کے نعرے لگائے جاتے ہیں۔ اس کی مقبولیت جب اس حد تک بڑھ جاتی ہے کہ برسرِ اقتدار حکومت کے ریکارڈ میں وہ جگہ پا لیتی ہے تو ان نام نہاد شیروں کو میاؤں میاؤں کرنے والی بلیاں بنانے کیلئے ان کی حسبِ حیثیت راجیہ سبھا کی رکنیت، ایم ایل سی، کسی کارپوریشن یا کمیشن کی رکنیت یا چیئرمن شِپ یا پارٹی کے اقلیتی سیل کا ریاستی یا مرکزی صدر بنا دیا جاتا ہے تجربہ یہ ثابت کرتا ہیکہ اکثر وبیشتر جیسے ہی ان شیروں کو محدود پنجروں میں کرسیاں مل جاتی ہیں یہ پلک جھپکتے ہی قوم کے وفادار نہ رہتے ہوئے، پارٹی کی وفاداری ثابت کرنے میں جٹ جاتے ہیں۔ حقیقت تو یہ بھی ہیکہ بالفرض یہ بڑھ چڑھ کر برسرِ اقتدار حکومت کی چاپلوسی نہیں کرینگے اور ان سے اپنی وفاداری کا ثبوت نہیں دیتے رہینگے تو ان کی کرسی آناً فاناً جاتی رہے گی کیونکہ ان عہدوں کا کنسٹیٹیوشن ہی ایسا ہوتا ہیکہ بلاکسی وجہ کے جب چاہے، پارٹی انہیں اپنے عہدوں سے سبکدوش کر سکتی ہیں۔ دراصل اکثر وبیشتر ایسے مسلمان قوم کے نام کا واویلہ اسی لئے مچاتے ہیں تاکہ برسرِ اقتدار حکومت انہیں کسی کرسی ــــــــــــــ

ویسے بھی اکثیرت سے عام مسلمان ذہنی طور سے سیاسی غلام پائے جاتے ہیں اور بقول پروین شاکر

کتر کے جال بھی صیاد کی رضا کے بغیر   تمام عمر نہ اڑتی اسیر ایسی تھی

مذکورہ بالا پیراگراف کے ایک ایک لفظ کی حقیقت سے ملک ہند کا باشعور طبقہ اچھی طرح واقف ہے۔ ایسے مایوس کن دور میں ویسے تو ملک ہند میں عزت مآب آل انڈیا پریس کونسل کے سربراہ جسٹس کاٹجو صاحب جیسے گنے چنے غیر مسلم حضرات تو مسلمانوں کے جذبات کی عکاسی نہایت ہی بےباک طریقے سے کرتے ہی رہتے ہیں۔ لیکن اس بات سے انکار نہیں کیا جا سکتا ہیکہ چند سالوں میں سے ہی ملک کے کسی گوشہ سے کوئی نہ کوئی ایسا مسلمان جسے ہم سیاسی مسلمان گردانتے ہیں اسے عہدہ ملنے کے بعد بھی اس میں ۸۰ فیصد قوم اور ۲۰ فیصد پارٹی کا مفاد اس طرح کا امتزاج ہوتا ہے۔ وہ نہایت ہی نڈر، بےباک اور باحوصلہ طریقے سے مسلمانوں کے مسائل اپنی پارٹی کے سامنے پارٹی کے عام جلسوں میں رکھتے ہیں۔ ایسے لوگوں کی تلاش ضروری ہے کیونکہ ہم اپنے ذہنوں سے صرف اور صرف سیاسی مسلمانوں کے تعلق سے منفی رائے نہ رکھتے ہوئے متذکرہ سیاسی مسلمانوں کی حوصلہ افزائی نہایت ہی کھلے عام کرنا چاہئے تاکہ اور سیاسی مسلمان جو بیشک مسلمانوں کی فلاح وبہبودی کے تعلق سے جذبہ رکھتے ہیں لیکن ان کی زبان کی لکنت چلی جاتی ہے وہ بھی بیدار ہو جائے۔

گیارہ نومبر ۲۰۱۲ء کو عروس البلاد شہر ممبئی میں، ایک برسرِ اقتدار پارٹی کے کل ریاستی سطح کی میٹنگ جس میں، مہاراشٹر کے تمام تر اضلاع اور دیہاتوں سے پارٹی ورکرس شریک تھے۔ یہ میٹنگ کوئی مخالف گروہ یا سوشل ایکٹیوسٹ کا جلسہ نہیں تھی۔ اس میٹنگ میں ایک مسلم رہنما سامنے آیا، جس نے اپنی ایک مخصوص برسراقتدار سیاسی پارٹی کے پلیٹ فارم، جہاں پر مہاراشٹر کے تقریباً تمام تر اضلاع، تعلقہ اور بہت سارے اضلاع کے اقلیتی سیل کے عہدیداران نیز پارٹی کے ریاستی صدر، مرکزی وزیر، ریاستی وزراء، ایم ایل سی اور بہت سارے پارٹی کے دیگر عہدیداروں کے سامنے مسلمانوں کے تعلق سے برسراقتدار حکومت کی مہربانیوں کے علاوہ ان کے دور میں برتی جانے والی غفلت اور استحصال کے تعلق سے پارٹی کی کمزوریوں کو صاف صاف لفظوں میں شیر کی طرح گرج کر بیان کیا ہے۔ اس شخص کو اللہ رب العزت نے ایسے الفاظوں اور خیالات سے نوازہ تھا کہ اس کی باتوں کے ایک ایک لفظ کو برسراقتدار پارٹی کے عہدیداران میں، یہ جسارت نہ ہو سکی کہ وہ موصوف کے ایک لفظ کو بھی جھٹلا سکے۔ اس مجمع میں حاضر مسلمانوں کو بھی یہ پتہ نہ تھا کہ برسراقتدار حکومت کے دور میں مسلمانوں کے تعلق سے کس قدر ناانصافیاں کھلے عام کی جارہی ہیں، ان کے حقوق کیا ہیں اور انہیں اپنے حقوق کیسے دلائے جائیں۔ طلبہ کو شیڈ ولڈ بینک سے جس طرح ایجوکیشن لون کے سود پر مرکزی حکومت کی طرف سے سبسیڈی مہیا کی جاتی ہے وہی سبسیڈی مولانا آزاد آرتھک وکاس منچ، مہاراشٹرا کے معرفت کیسے مہیا کی جا سکتی ہے، جس طرح رائے گڑھ میں بسنے والے ضرورت مند کو بھونڈی آکر مولانا آزاد کے قرضہ جات یا اسکیم کے تعلق سے عریضہ جات بھرنے پڑتے ہیں اسی طرح پورے مہاراشٹر کا یہی حال ہے کیوں نہ تعلقہ سطح پر اس کام کی انجام دہی کارپوریشن کرے، مہاراشٹرا اسٹیٹ مائناریٹی کمیشن کے ڈائریکٹرس کی جو جگہ برسوں سے خالی ہیں وہاں مستحق افراد کا تقرر جلد کیوں نہیں کیا جائے، مہاراشٹر وقف بورڈ کے عہدیداران اور ارکان کی جو جگہ خالی ہیں انہیں کیوں نہ جلد پر کیا جائے؟ گذشتہ پنچ سالہ منصوبے میں اقلیت کیلئے سات ہزار کروڑ روپے کی

رعایت کا کوٹا منظور کیا گیا تھا، جس میں سے ۲۰ فیصد رقم خرچ نہ ہوسکی ایسا کیوں؟ ملک ہند میں اقلیت میں شمار مسلمانوں کی تعداد ۸۰ فیصد ہے، اسی تناسب سے اقلیت کیلئے جتنی بھی یوجنائیں ہیں، اس میں رعایت دی جائے اور اقلیت کی تعداد کے تناسب سے کوٹے کی رقم کو بڑھایا جائے، ایس سی یا ایس ٹی ذات کے طلبہ کو اسکالرشپ کا جو طریقۂ کار استعمال کیا جاتا ہے اسی طرز پر مسلم اور دیگر اقلیت کے افراد کو بھی اسکالرشپ دی جائے نہ کہ کوٹے کے تحت۔ اقلیتی تعلیمی اداروں کیلئے انفرااسٹرکچر کی رقم کو بڑھا کر پرائمری، سیکنڈری اور ہائر سیکنڈری سطح پر کردی جائے۔ مائناریٹی اسکالرشپ کیلئے جو آن لائن فارم بھرنے کا طریقۂ کار ہے، اس میں بھی سدھار لایا جائے۔ مولانا آزاد فائنانشیل کارپوریشن کو سالانہ سو کروڑ روپئے تک رقم منظور دی جائے، مہاراشٹر مائناریٹی کمیشن، ایکٹ کے مطابق یا اپنے اختیارات کا استعمال کرتے ہوئے ہر ۶ مہینے میں ڈویژن سطح پر ایک میٹنگ کا انعقاد کمیشن کرے جہاں پر ڈویژنل کمشنر تمام منسلک کلکٹر نیز دیگر عہدیداران اور بالخصوص تمام منسلک اضلاع کے District Minority Development Monitoring Committee کے ممبران ہو، تاکہ اقلیت کے مسائل ٹھوس طریقے سے حل ہوسکے، وغیرہ وغیرہ۔ ان تمام مسائل کو جان کر ہزار سے اوپر پارٹی کے چھوٹے موٹے عہدیداران ششدر رہ گئے اور تقریباً ہال میں موجود تمام تر پارٹی کے ورکرس نے دانتوں تلے انگلیاں دبا کر اندر ہی اندر اس بات کا اعتراف کیا کہ ان کی اپنی پارٹی کے دور میں مسلمانوں کے تعلق سے بڑی حد تک ناانصافی ہورہی ہے اور اس کیلئے وہ برابر کے ذمہ دار ہیں۔ ان موصوف کے بیان سے یہ بات عیاں ہوگئی ہیکہ پارٹی میں رہ کر پارٹی کی مکمل وفاداری کرتے ہوئے پارٹی سے بہت کچھ سے بھی زیادہ استفادہ کیا جاسکتا ہے کیونکہ اس بات کا تو اعتراف کرنا ہی چاہئے کہ ملک ہند میں سیکولر پارٹیاں اقلیت بالخصوص مسلمانوں کے تعلق سے اپنے دلوں میں ہمدردی کا جذبہ ۱۰۰ فیصد رکھتی ہیں۔ ضرورت اس بات کی ہیکہ ہم ہمارا حق اپنی اپنی پارٹیوں میں رہ کر ہی اپنی پارٹیوں سے مانگنے کی جسارت، جرأت، ہمت، حوصلہ اس جذبہ کے ساتھ رکھے کہ چاہے ہمیں ہماری پارٹی کسی عہدہ سے برطرف کیوں نہ کردیا جائے ہم اپنی پارٹی کے ایک معمولی سپاہی بن کر بھی قوم اور پارٹی دونوں کو تناسب سے انصاف دلانا چاہئے۔

حق اللہ، اس آرٹیکل سے کسی شخص کی چاپلوسی، ستائش کرکے اس کی نظر میں راقم الحروف کو ہیرو بننا نہیں ہے اور ویسے بھی کسی انسان کے نظروں میں ہیرو بننے سے مطلق فائدہ نہیں ہے بلکہ صرف اُس ایک ذات ربّانی کے پاس کوئی معمولی سی جگہ مل جائے تو دین و دنیا دونوں سدھر سکتی ہیں۔ ہمیں اب اس بات کو تسلیم کرلینا چاہئے کہ بیشک اللہ رب العزت ہی برسرِ اقتدار حکومت کو توفیق دینے والا ہیکہ وہ مسلمانوں کے تعلق سے کچھ کرے لیکن ہمیں بھی تو کچھ محنت کرنا ہی چاہئے۔ یہاں پر پروین شاکر صاحبہ کا یہ شعر صادق آتا ہے۔

بارش و نمو تو اس کے ہاتھ میں ہے　　　زمیں میں، پر بیج تو بوجائے کوئی